Research Journal
Tahqeeqat

eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334

ریسرچ جرنل
تحقیقات

"علامہ اقبال کا فکر و فن "مکاتیب اقبال کی روشنی میں (بنام گرامی مرتبہ محمد عبداللہ قریشی) تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Allama Muhammad Iqbal's thought and art in the light of Maqateeb-e-Iqbal (Banaam Garami Compiled by M. Abdullah Qureshi) Research & Critical Review

Prof.Dr.M. Javed Pitafi
Former Head of Urdu Department,
Govt.Graduate College, Rajanpur

پروفیسر ڈاکٹر محمد جاوید پتافی
سابق صدر شعبہ اردو، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، راجن پور

Abstract

Allama Iqbal is a famous poet of both Urdu and Persian languages. He also wrote a great deal in English and Urdu Prose. Many collections of his Letters have been compiled so far almost a dozen books of his letters have been published. These Letters are Pivotal in deciphering Iqbal's thought process and craft. In "Maqateeb-e-Iqbal Banaam Garami"Abdullah Qureshi presents a vivid image of the both the personalities; Iqbal and Garami. He has also given footnotes and allusions in this regard due to which the hidden aspects of their lives are aptly uncovered. Iqbal's spiritual connection with Maulana Garami is elaborated through these Letters. These letters also substantiate the fact that Iqbal not only consulted Maulana on artistic aspects of poetry but also deemed his advice helpful. Though Maulana was older than Iqbal but there was a great camaraderie between the two. Iqbal also sought his advice in his personal life. In a response to Iqbal's Letters, Maulana suggest to amend some Verses or replace them. To conclude it all, Iqbal's thought and craftsmanship was nourished by Maulana's worthy mentorship. In this regard these Letters occupy a central position.

Keywords: *Pivotal, Deciphering, Allusions, Aptly, Spiritual, Substantiate, Deemed, Artistic, Camaraderie, Craftsmanship, Nourished, Mentorship*

کلیدی الفاظ: محور، سمجھنا، حواشی و تعلیقات، بر محل (مناسب)، روحانی، ثابت کرنا (تصدیق کرنا)، وقعت دینا، فنکارانہ، رفاقت (بے تکلفی)، فکر و فن، فَرُوغ دینا، سرپریستی کرنا

علامہ اقبال اردو اور فارسی کے بلند پایہ شاعر تھے اور ان کی شہرت کا بڑا سبب ان کی شاعری ہے۔ انہوں نے اردو اور انگریزی نثر میں بھی بہت کچھ لکھا۔ ان کے خطوں مضامین، بیانات، تقاریر، فرمودات اور تقاریظ کے بہت سے مجموعے مرتب ہو چکے ہیں۔ ان کے حوالے سے اقبال ایک نثر نگار کے طور پر بھی ہمارے سامنے نمایاں ہو کر آتے ہیں۔ اقبال کی نثر میں ان کے خطوں کا حصہ سب سے غالب ہے۔ ان خطوں کے تقریباً ایک درجن مجموعے چھپ چکے ہیں۔ اقبال کے فکر و فن کو سمجھنے کے لئے یہ خطہ بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ خطوط کا سب سے پہلا مجموعہ ڈاکٹر محی الدین قادری زور نے مرتب کیا۔ اس سلسلے میں محمد عبداللہ قریشی کی خدمات بھی قابل لحاظ ہیں۔ انہوں نے خطوط اقبال کے درج ذیل تین مجموعے مرتب کئے۔

1-مکاتیب اقبال بنام گرامی، پہلا ایڈیشن، اقبال اکادمی کراچی، اپریل ۱۹۶۹

مکاتیب اقبال بنام گرامی، اقبال اکادمی لاہور، دوسرا ایڈیشن، جون ۱۹۸۱ء

2-روح مکاتیب اقبال، اقبال اکادمی لاہور، نومبر ۱۹۷۷ء

3-اقبال بنام شاد، بزم اقبال لاہور، جون ۱۹۸۶ء

محمد عبداللہ قریشی کے مرتبہ مکاتیب اقبال بنام گرامی کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ علامہ محمد اقبال کے فکر و فن کی روشنی میں پیش کیا جارہا ہے۔ ترتیب و تدوین کے ان اصولوں کو پہلی دفعہ اپنایا گیا۔ اس انداز کی پذیرائی ہوئی۔

OPEN ACCESS HEC DRJI ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE اشاریہ اردو جرائد EuroPub

مولانا غلام قادر گرامی علامہ اقبال کے گہرے دوست اور اردو اور فارسی کے نامور شاعر تھے۔ وہ جالندھر کے رہنے والے تھے اور کبھی کبھار لاہور آکر اقبال کے ہاں قیام کرتے تھے۔ علم وادب اور شعر وشاعری کے حوالے سے علامہ اقبال اور گرامی کے درمیان خط وکتابت رہتی تھی۔ اقبال کو گرامی کے ذوق شعر پر بہت اعتماد تھا۔ گرامی کے نام اقبال کے خطوط کا ایک بڑا ذخیرہ شیخ سردار محمد کے پاس محفوظ تھا۔ جس زمانے میں بشیر احمد ڈار اکادمی کے ڈائریکٹر تھے ان خطوط کے حصول کی کوشش کی گئی۔ ممتاز حسن لکھتے ہیں:

"شیخ صاحب نے نہ صرف یہ خطوط مہیا کئے بلکہ گرامی کے چند جوابی خطوط کی نقلیں بھی فراہم کیں جو خود گرامی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں۔"(1)

اب مسئلہ یہ تھا کہ ان خطوط کو کس طرح مرتب کر کے شائع کیا جائے اور یہ ذمہ داری کون انجام دے۔ ایسا کام صرف وہی شخص کر سکتا ہے۔ جو عالم بھی ہو۔ اقبالیات اور فارسی زبان وادب پر بھی نظر رکھتا ہو اور ترتیب وتدوین کے سلیقے سے بھی آشنا ہو۔ اکادمی نے غور وخوض کے بعد یہ کام محمد عبداللہ قریشی کے سپرد کیا قریشی صاحب لکھتے ہیں:

"مکاتیب اقبال" کا یہ مجموعہ اب سے بہت پہلے شائع ہو جانا چاہئیے تھا۔ مگر ان کی ترتیب وتسوید میں تاخیر ہوگئی۔ آخر قرعہ فال میرے نام پڑا۔"(2)

محمد عبداللہ قریشی نے گرامی کے نام اقبال کے یہ نوے خطوط زمانی ترتیب سے مرتب کر کے ان پر ایک سیر حاصل تحقیقی اور تنقیدی مقدمہ (ص ۱۱ تا ۸۷) قلمبند کیا ہے۔ یہ مجموعہ ممتاز حسن کے پیش لفظ اور جناب غلام رسول مہر کے تعارف کے ساتھ 1949 میں پہلی مرتبہ شائع ہوا۔

اس سے پہلے مکاتیب اقبال کے حسب ذیل سات مجموعے شائع ہو چکے تھے۔

1-"شاد اقبال"، مرتبہ ڈاکٹر محی الدین قادری زور، حیدر آباد دکن، ۱۹۴۲ء

2-"اقبال نامہ"، حصہ اول مرتبہ شیخ عطاء اللہ، ایم۔اے، لاہور، ۱۹۴۵ء

3۔اقبال نامہ"، حصہ دوم، مرتبہ شیخ عطاء اللہ، ایم۔اے، لاہور، ۱۹۵۱ء

4-مکاتیب اقبال بنام خان نیاز الدین خان مرحوم"، مرتبہ بزم اقبال لاہور، ۱۹۵۴ء

۵-"مکتوبات اقبال بنام سید نذیر نیازی" مرتبہ سید نذیر نیازی، اقبال اکیڈمی کراچی، ۱۹۵۷ء

6-انوار اقبال" مرتبہ بشیر احمد ڈار، اقبال اکیڈمی، کراچی مارچ ۱۹۶۷ء

7-لیٹرز اینڈ رائٹنگز آف اقبال" (انگریزی) مرتبہ بشیر احمد ڈار، اقبال اکیڈمی، کراچی، نومبر ۱۹۶۷ء

۸- مکاتیب اقبال بنام گرامی 'بنام گرامی" اقبال کا آٹھواں مجموعہ خطوط" ہے۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن اقبال اکادمی کراچی کی طرف سے اپریل 1949 میں شائع ہوا۔

محمد عبداللہ قریشی نے خطوط کی ترتیب وتدوین کا یہ اسلوب وانداز شروع کیا تو بعد کے مرتبین نے بھی اس کی تقلید کی۔ "مکاتیب اقبال بنام گرامی" کے بعد رفیع الدین ہاشمی کی کتاب "خطوطِ اقبال" ۱۹۷۶ء میں منظرِ عام پر آئی۔ جس میں ہر خطہ کے ساتھ تعلیقات دیتے ہیں۔ گویا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ محمد عبداللہ قریشی کی تحقیق وتدوین نے بعد کے مرتبین کو متاثر کیا اور یہ ایک خوش آئند بات ہے۔

مقدمہ میں مرتب نے مکتوب الیہ (گرامی) کے حالات زندگی بیان کئے ہیں۔ اقبال کے ساتھ ان کے روحانی تعلق کی وضاحت کی ہے۔ گرامی کے مزاج، طبیعت اور ان کی تساہل پسندی کا ذکر کیا ہے۔ گرامی کی شادی، بیگم سے ان کی محبت اور دوسرے نکاح کا قصہ بتایا ہے۔ گرامی کے متعلق

تفصیلات زیادہ تر خطوط سے اخذ کی گئی ہیں۔ اس سے گرامی کی شخصیت کے بہت سے پہلو سامنے آتے ہیں۔ اس کے مقدمے میں اقبال اور گرامی کے تعلق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اندازہ ہوتا ہے کہ شاعری کے فنی پہلوؤں پر اقبال گرامی سے مشورہ کرتے تھے اور ان کی رائے کو بہت وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ محمد عبداللہ قریشی لکھتے ہیں:

"یہی وجہ ہے کہ اقبال بار بار گرامی کی طرف رجوع کرتے اور بہ اصرار دعوتِ انتقاد دیتے تھے تاکہ بیان واسلوب میں کوئی خامی رہ گئی ہو تو اس کا علم ہو جائے اور اصلاح کی جاسکے۔"(3)

یہ مقدمہ تحقیقی اور تنقیدی اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ مقدمہ نگار نے مختلف ذرائع سے معلومات جمع کر کے اسے نہایت جامع اور معلومات افزا بنا دیا ہے۔ اگرچہ اس کی نوعیت تحقیقی اور تنقیدی ہے لیکن چونکہ گرامی کی شخصیت کے بارے میں بہت سی دلچسپ باتیں بھی بیان کی ہیں۔ اس لئے بحیثیت مجموعی یہ مقدمہ بہت دلچسپ ہے۔ گرامی اور اقبال کی شخصیتوں کے بہت سے نادر گوشے اس مقدمے کے آئینے میں واہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر رحیم بخش شاہین لکھتے ہیں:

"مکاتیب اقبال بنام گرامی ایک ایسا صاف اور شفاف آئینہ بن گیا ہے۔ جس میں علامہ اقبال اور مولانا گرامی کی شخصیتوں کے عکس بخوبی دیکھے جاسکتے ہیں۔(4)

شیخ غلام قادر گرامی کے بارے میں محمد عبداللہ قریشی کا ایک مضمون اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں بھی شائع ہوا۔ ۱۹۷۸ء میں جلد ۱۷ کے صفحہ نمبر ۵۴۲-۵۴۱ پر گرامی کی شخصیت اور ان کے مزاج پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس طرح نقوش (اقبال نمبر ۲) دسمبر ۱۹۷۷ء میں محمد اقبال اور گرامی کے عنوان سے قریشی کا ایک مضمون ۴۹۴ تا ۵۰۲ صفحات پر مشتمل ہے جس میں اقبال اور گرامی کے آپس کے تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان مضامین سے بھی اقبال اور گرامی کے بارے میں قریشی کی معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔ مقدمے کے بعد اصل خطوط ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اس مجموعے میں اقبال کے کل 90 خطوط جمع کئے گئے ہیں جو تاریخ وسن وار ہیں۔ ہر خط کے خاتمے پر تعلیقات کے زیر عنوان، اس خط سے متعلق توضیح طلب امور پر مختصر اور طویل شذرات درج کئے گئے ہیں۔ ان شذرات میں مرتب نے گرامی کے جوابی خطوط (بنام اقبال) سے بھی مدد لی ہے۔ محمد عبداللہ قریشی نے اس اصل کام کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا ہے۔

"اصل کام یہ ہے کہ ان خطوں کو سیاق وسباق اور پیش منظر و پس منظر کے ساتھ ایسے طریقے سے قاری کے سامنے لایا جائے کہ کوئی ضروری امر اس سے مخفی نہ رہے۔ اگر خط میں کسی واقعہ کا ذکر ہے تو یہ واقعہ پڑھنے والے کو معلوم ہو جائے، اگر کسی شخصیت کا نام آگیا ہے تو اس شخصیت سے واقفیت بہم پہنچائی جائے اور اگر کوئی اشارہ مبہم ہے تو اسے واضح کر دیا جائے۔ یہ کام ذرا مشکل تھا، لیکن خدا نے آسان کر دیا"۔(5)

محمد عبداللہ قریشی ایک محنتی محقق تھے۔ ان کی مرتبہ یہ کتاب محنت وجستجو کا حاصل ہے لیکن اس مجموعے میں شامل بعض مکاتیب مختلف مجموعوں میں چھپ چکے ہیں۔ جس کی نشاندہی ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے کی ہے:

"خط نمبر "۱" اور "۳۸" "اقبال نامہ"، حصہ اول (ص ۱۲ تا ۱۵) میں، خط نما ۳، ۱۸، ۲۱، ۴۲، ۴۳، ۶۰ اور ۸۷ "نقوش" خطوط نمبر "اول

(ص ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ اور ۲۸) میں۔ خط نمبر ۱۶ اور ۴۶ اقبال میوزیم لاہور میں محفوظ ہیں"۔(6)

گرامی کے نام پہلا خط 11 مارچ ۱۹۱۰ء کا ہے۔ اقبال لکھتے ہیں:

"خط لکھے ہوئے کئی دن گزر گئے۔ حیدری صاحب کے متعلق استفسار کیا تھا، جواب ندارد، دو خطوں کے جواب آپ کے ذمے ہیں۔"(7)

خط کے متن سے اندازہ ہوتا ہے کہ در حقیقت یہ گرامی کے نام اقبال کا پہلا خط نہ تھا بلکہ اس سے پہلے بھی کچھ خطوط لکھے جا چکے تھے جو زمانے کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکے۔ چند خطوط کو گرامی نے سنبھال کر رکھا۔ محمد عبد اللہ قریشی لکھتے ہیں:

"جو خط بچ رہے انہیں گرامی نے حرزِ جاں بنا کر ساری عمر اپنے سینے سے لگائے رکھا اس سنبھال اور احتیاط کی حد یہ ہے کہ ان میں ایک خط ایسا بھی محفوظ رہ گیا جس کی نسبت اقبال نے لکھا تھا اسے پڑھ کر چاک کر دیا جائے۔(8)

لیکن قریشی صاحب نے مذکورہ خط کا حوالہ نہیں دیا اور نہ ہی مجموعے میں موجود کوئی ایسا خط درج ہے جس کے بارے میں اقبال نے ایسی ہدایت کی ہو:

"گرامی کے نام ایک خط مدیر شہاب حیدر آباد دکن کو بسکٹ فروش کی دکان سے پڑیا کی صورت میں ملا۔(9)

اسی طرح بہت سے خطوط جو ہم تک نہیں پہنچ سکے وہ یا تو ضائع ہو چکے ہیں یا ابھی تک کسی کے ہاتھ نہیں لگے۔ اس مجموعے کے نوے خطوط کا زمانہ سولہ سترہ سال بنتا ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۹۱۰ء = ایک خط ۱۹۱۲ء = دو خط ۱۹۱۳ء = کوئی نہیں، ۱۹۱۴ء = ایک، ۱۹۱۵ء = تین، ۱۹۱۶ء - ایک، ۱۹۱۷ء = پچیس، ۱۹۱۸ء = پانچ، ۱۹۱۹ء - دو، ۱۹۲۰ - چار، ۱۹۲۱ء - آٹھ، ۱۹۲۲ء - انیس، ۱۹۲۳ء، - سات، ۱۹۲۴ء = دو ۱۹۲۵ء - کوئی نہیں، ۱۹۲۶ء - ایک، ۱۹۲۷ء = دو اور بے تاریخ = سات (کل خطوط = نوے)

سات خطوط ایسے ہیں جن پر اقبال نے کوئی تاریخ درج نہیں کی لیکن فاضل مرتب نے عبارت کے سیاق و سباق سے ان کی تاریخیں متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ جن میں سے اکثر درست معلوم ہوتی ہیں۔ بعض خطوط کی تاریخوں پر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، معترض ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"مکتوب نمبر ۲ پر تاریخ درج نہیں، مرتب نے اس خط کو ۱۹۱۰ء اور ۱۹۱۲ء کے درمیان کا قرار دیا ہے، در حقیقت یہ آغاز ۱۹۱۲ء کا ہے۔ اسی طرح مکتوب نمبر ۷۰ کا آغاز لاہور ۲۴ اپریل ۱۹۲۲ء سے ہوتا ہے، حالانکہ متن سے ظاہر ہے، کہ یہ خط لدھیانے سے ۱۹۲۳ء میں لکھا گیا۔"(10)

اقبال کا ۱۹۱۱ء، ۱۹۱۳ء اور ۱۹۲۵ء کا کوئی خط نہیں ملا۔ بعض برسوں میں صرف ایک یا دو خط لکھے گئے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ درمیان میں خطوط کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا۔ خطوط کے ضائع ہونے کا امکان زیادہ ہے۔ گرامی عمر کے اعتبار سے اقبال کے بزرگ تھے لیکن دونوں کے درمیان بے تکلفی کی فضا تھی۔ اقبال گرامی کی فارسی شاعری کو سراہتے تھے اور انہیں عرفی و نظیری کے بعد فارسی کا بڑا شاعر سمجھتے تھے۔ اقبال نے گرامی

کے نام جو خطوط لکھے ان کے القابات سے بھی اقبال کی بے تکلفی ظاہر ہوتی ہے اور اقبال کو گرامی سے جو قلبی وابستگی تھی اس کا اظہار ہوتا ہے۔ کچھ القابات درج ذیل ہیں:

جناب مولانا گرامی"، "مخدومی جناب مولانا گرامی"، "ڈیئر گرامی" "جناب مولانا بابا گرامی"، "مخدومی مولانا"، "جناب مولانا گرامی مدظلہ العالی القابات کے بعد اگر خطوط کے متن کا مطالعہ کیا جائے تو وہ بھی خاص اہمیت رکھتے ہیں یہ ایک عظیم شاعر کے نام عظیم تر شخصیت کے خطوط ہیں جن سے خطوط کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔ مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

> "مولانا گرامی کے نام مکاتیب اقبال کا یہ مجموعہ اس اعتبار سے تو بیش بہا نعمت ہے ہی کہ یہ اقبال کی تحریرات ہیں، جن کا ایک ایک حرف چشم بصیرت کے لئے کحل الجواہر ہے، لیکن ان کی بیش بہائی کا ایک خاص پہلو بھی ہے یعنی یہ مکاتیب اس خوش ذوق و خوش فکر شاعر کے نام ہیں، جو اپنے دور میں کلاسیکی فارسی شاعری کے کامل الفن ادا شناسوں سے بلند مرتبے پر فائز تھا۔" (11)

اقبال کے ان خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال اپنے اشعار پر گرامی کی گراں قدر تنقید کو پسند کرتے تھے۔ اپنے اشعار اور غزلیں انہیں ارسال کرتے اور لکھتے:

> "مہربانی کر کے غزل کے تمام اشعار پر اعتراض لکھیے تاکہ میں پورے طور پر مستفید ہو سکوں۔ آپ نے صرف ایک شعر کی تعریف کر دی اور باقی اشعار چھوڑ گئے۔ میں چاہتا ہوں ان پر اعتراض کیجئے۔ آپ کے کسی شعر میں اگر کوئی بات مجھے کھٹکے تو میں بلا تکلف عرض کر دیا کرتا ہوں۔ آپ کیوں ایسا نہیں کرتے؟ مجھے تو تعریف سے اس قدر خوشی نہیں ہوتی جس قدر اعتراض سے کیوں کہ اعتراض کی تنقید سے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ (12)

علامہ اقبال کے بعض خطوط کے جواب میں گرامی صاحب مصرعوں کے بدلنے کا مشورہ دیتے یا ان میں الفاظ کی ترمیم کرتے۔ جسے کبھی اقبال قبول کر لیتے اور کبھی نہیں۔ مثلاً ایک ترمیم کو رد کرتے ہیں۔ "داد دیتا ہوں مگر ساتھ نہیں دے سکتا۔ اس لئے اقبال نے گرامی کے مشورے پر شعر کا مصرع بدل دیا جسے قریشی صاحب نے اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۸ پر درج کیا ہے۔ اس طرح بانگ درا کے صفحہ ۲۹۴، ۲۹۵ پر ایک غزل ہے جس کا مطلع بہت خوبصورت ہے اس غزل میں ایک شعر ہے:

سعی پیہم ہے ترازوئے کم و کیف حیات   تیری میزاں ہے شمار سحر و شام ابھی

گرامی نے اس کے دوسرے مصرع میں شمار سحر و شام" کی جگہ "رہین سحر و شام" تجویز کیا مگر اقبال نے اس ترمیم کو قبول نہ کیا بلکہ گرامی کو لکھا:

> "میرا مقصود اس شعر سے یہ ہے کہ زندگی سحر و شام کی تعداد کے مجموعے کا نام نہیں ہے بلکہ اس کا معیار سعی پیہم ہے۔ اس کو دونوں کے ترازو میں نہ تولنا چاہئیے، جیسا کہ عام طور پر لوگ کرتے ہیں۔ جب کوئی پوچھے فلاں آدمی کی عمر کتنی ہے تو جواب ملتا ہے

اتنے سال یا اتنے مہینے۔ یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ جواب ایام یعنی سحر و شام کے شمار کا نتیجہ ہے۔(13)

۱۹۱۷ء میں اقبال رموزِ بیخودی" کی تصنیف میں مشغول تھے اور اس سال اقبال نے گرامی کو سب سے زیادہ خطوط لکھے جن میں وہ گرامی کو اپنے اشعار بھیجتے تا کہ وہ نہیں بہ نظر اصلاح دیکھیں۔ ایک خط میں لکھتے ہیں:

گریۂ شب ہائے آں بالا نشیں　　　　ہم چو شبنم ریخت بر عرش بریں

"اس شعر کو بہ نظر غور ملاحظہ فرمایئے۔" بالا نشیں "، "ریختن " کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے مگر کسی قدر کھٹکتا بھی ہے۔ اب آپ جانیں اور آپ کا کام، میں نے مضمون پیدا کر دیا۔"(14)

اقبال گرامی سے ان کے اشعار منگواتے اور دل کھول کر داد دیتے۔ لکھتے ہیں:

"والہ نامہ مع غزل ملا۔ سبحان اللہ! کیسی دل آویز غزل ہے۔ ایک ایک شعر پر دل تڑپتا ہے۔ کس کس کی داد دوں"۔(15)

ایک اور خط میں لکھتے ہیں:

"والہ نامہ مل گیا ہے۔ غزل کیا ہے دفتر معرفت ہے یہ غزل کئی دفعہ آپ سے سن کر مزے لے چکا ہوں۔ آج قند مکرر کا مزہ دے گئی"۔(16)

گرامی سے جہاں اقبال کو ایک طرح کی عقیدت تھی وہیں بے تکلفی کا رشتہ بھی تھا۔ گرامی کے نام اقبال کے خطوط ایک اضافی خوبی شگفتگی ہے جو دیگر خطوط میں کم ملتی ہے۔ اقبال کی شگفتہ طبعی کی مثال کے طور پر کئی خطوط دیئے جاسکتے ہیں۔ چند ایک اقتباسات درج ذیل ہیں:

" آپ کا تخلص گرامی کی جگہ "نومی" ہونا چاہئیے کیونکہ آپ سوتے بہت ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ راون لنکا کے بادشاہ کی طرح آپ چھ ماہ سوتے ہیں اور چھ ماہ جاگتے ہیں"۔(17)

" گرامی سال خوردہ ہے یعنی سالوں اور برسوں کو کھا جاتا ہے پھر بوڑھا کیوں کر ہو سکتا ہے۔ بوڑھا تو وہ ہے جسکو سال اور برس کھا جائیں۔"(18)

" آپ کہاں ہیں؟ حیدر آباد میں یا عدم آباد میں؟ اگر عدم آباد میں ہیں تو مجھے مطلع کیجئے کہ میں آپ کو تعزیت نامہ لکھوں۔(19)

" بندہ خدا کبھی کبھی اپنی خیریت سے تو مطلع کر دیا کرو۔ بوڑھے ہو کر جوانان رعنا کی ناز فرمانیاں چہ معنی دارد۔(20)

اقبال کے ان خطوط میں بے تکلفی اور سادگی ہے۔ تصنع یا سادگی کا قطعاً احساس نہیں ہوتا۔ اکثر جگہ تو نثر میں شاعری کرنے لگتے ہیں۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۸ء کا خط جس میں زندگی اور موت کا فلسفہ دیا ہے۔ نہایت بصیرت افروز ہے۔ یہ خطوط اقبال تردد یا تکلف کے بعد نہیں لکھتے تھے اور نہ ہی ان کے لئے خاص اہتمام کرتے تھے لیکن پھر بھی یہ عمدہ نثر پارے ہیں۔

۱۲ اکتوبر ۱۹۱۸ء کے خط کے اقتباس حسب ذیل ہیں:

"پانی آگ کو جذب کر لیتا ہے، عدم بود کو کھا جاتا ہے، پستی بلندی میں سما جاتی ہے مگر جو قوت جامع اضداد ہو اور محلل تمام تناقضات کی ہو، اسے کون جذب کرے؟ مسلم کو موت نہیں چھو سکتی کہ اس کی قوت حیات موت کو اپنے اندر جذب کر کے حیات و ممات کا تناقض مٹا چکی ہے۔(21)

یہ ذکر تو گرامی کے نام خطوط اقبال کا تھا۔ اس مجموعے کی ایک خوبی قریشی صاحب کی تحریر کردہ تعلیقات ہیں جو قریشی صاحب کی دیدہ ریزی کا عمدہ نمونہ ہیں۔ ان تعلیقات کے لئے انہیں بے شمار کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑا۔ ہر خط کے بارے میں تعلیقات اس کے بعد دی گئی ہیں جو خطوط کے تشریح طلب امور کو واضح کرتی ہیں۔ علی حیدر ملک کی رائے میں:

"تعلیقات نے کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ کیا ہے۔(22)

اس طرح قریشی صاحب کی گراں قدر تعلیقات کو سراہتے ہوئے غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

"ان میں جن جن افراد و وقائع کا ذکر اشارتاً آیا ہے، قریشی صاحب نے ان کے متعلق ضروری تفصیل اس حد تک مہیا کر دی کہ حرف مطلب کے ذہن نشیں کر لینے میں خواندگان کرام کو سہولت رہے اور کوئی دقت پیش نہ آئے۔ ہر تشریح کے لئے مستند حوالے دیئے۔"(23)

سید علی امام بیرسٹر ایٹ لاء، خواجہ عزیز الدین عزیز لکھنوی، میاں عبد العزیز، بیرسٹر ایٹ لاء، سید اکبر حسین اکبر الہ آبادی، سید صفدر علی شاہ صاحب، نواب سراج الدین احمد خان سائل دہلوی، ڈاکٹر محمد حسین، مسیح الملک حکیم اجمل خان دہلوی اور اسی طرح خطوط میں موجود دوسری شخصیات کا تعلیقات میں تعارف کرایا ہے۔

اقبال کے ساتھ گرامی کے تعلقات کو واضح کیا ہے۔ اقبال گرامی کی خدمت میں اپنا کلام ارسال کرتے اور اکثر شعر کا صرف مصرع لکھ دیتے اور اس پر بحث کرتے۔ محمد عبداللہ قریشی نے نہ صرف ان اشعار کو مکمل کیا بلکہ یہ بھی بتایا کہ یہ کس مجموعے کے کس صفحے پر ہے۔ اس طرح گرامی بھی اقبال کے پاس اپنا کلام بھجواتے۔ اقبال ان اشعار کی تعریف کرتے ہوئے عموماً شعر کا حوالہ دیتے۔ قریشی صاحب نے نہ صرف اشعار کو مکمل کیا بلکہ ان اشعار کے ساتھ میں اس غزل کے اشعار بھی تعلیقات اشعار میں درج کر دیئے ہیں۔ ۱۰ جون ۱۹۱۸ء کے خط میں لکھتے ہیں:

"اشعار آپ نے خوب لکھے۔ میرا دل تو آپ کے ہر ہر لفظ پر پھڑک جاتا ہے۔ شور شیریں راز بان تیشہ فرہاد دہ" اے سبحان اللہ، اللہ درک(24)

قریشی صاحب نے تعلیقات میں لکھا:

جن اشعار نے اقبال کو متاثر کیا، وہ دیوانِ گرامی کے صفحہ ۸۳ پر موجود ہیں۔ دو شعر یہ ہیں۔

عشق می ورزی ملامت رامبارک باد دہ   ننگ را آتش زن و ناموس را برباد دہ
کوہ کن خود جان شیریں داد اے عشق غیور   شور شیریں راز بان تیشہ فرہاد دہ(25)

کتاب کی تعلیقات پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر رحیم بخش شاہین لکھتے ہیں:

"انہوں نے خطوط کو تاریخ وار ترتیب دینے اور متن کو اصل کے مطابق حتی الامکان صحت کے ساتھ نقل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو اصل سیاق و سباق اور منظر و پیش منظر کے ساتھ اس طرح پیش کیا ہے کہ خطوط کے اکثر و بیشتر مشکل مقامات حل ہو گئے ہیں اور ان کے مخفی گوشے سامنے آ گئے ہیں"۔(26)

یہ تعلیقات اس مجموعے کی اہمیت و انفرادیت کا ایک اہم سبب ہیں۔ کیونکہ باقی مجموعوں میں (بہ استثناء مکتوبات اقبال بنام سید نذیر نیازی) محض خطوط کو جمع کر دیا گیا ہے۔ تعلیقات نہیں دیئے گئے۔ جہاں تک نذیر نیازی کا تعلق ہے ان کے لئے تعلیقات دینا اس لئے مشکل نہ تھا کہ سب خط ان کے اپنے ہی نام ہیں۔ انہیں پورا پس منظر و پیش منظر معلوم تھا۔ قریشی صاحب کا معاملہ مختلف تھا۔ انہیں حواشی و تعلیقات کے لئے خاصی جستجو اور تلاش و تحقیق سے کام لینا پڑا۔ ان کا ذوق تحقیق کام آیا اس طرح یہ علمی و ادبی مجموعہ تیار ہو گیا۔

مشفق خواجہ نے بھی مکاتیب اقبال بنام گرامی "میں خطوط کے بعد تعلیقات کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔

وہ کہتے ہیں:

"محمد عبد اللہ قریشی نے ایک پہلو سے تحقیق میں انقلابی قدم اٹھایا ہے۔ گرامی کے خطوط کو جس طرح انہوں نے مرتب کیا غالب کے خطوط بھی اس طرح مرتب نہیں ہوئے یعنی پہلے خط اور پھر تعلیقات۔ خطوط کو مرتب کرنے کا اس سے بہتر طریقہ نہیں ہے۔ یہ ان کا سب سے بڑا CONTRIBUTION ہے۔ میں خود یگان کے خطوط کو مرتب کر رہا ہوں اور انہیں کی پیروی کر رہا ہوں جس کا میں نے اعتراف بھی کیا ہے۔(27)

اپنی تمام تر اہمیت کے باوجود مذکورہ تعلیقات میں ایک خاصی بھی ہے اور وہ ہے بعض تعلیقوں کی غیر معمولی اور غیر ضروری طوالت۔ اس پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:۔

"مرتب کے بعض تعلیقات زیادہ طوالت اختیار کر گئے ہیں مثلاً راقم کے خیال میں سر عبد القادر (ص ۱۰۸-۱۰۷)، نواب ذوالفقار علی خان (ص ۱۰۹-۱۰۸) اور اکبر اللہ آبادی (ص ۱۷۸) کے تعارفی شذرات نسبتاً مختصر ہوتے تو بہتر تھا۔(28)

کتاب میں ایک جگہ قریشی صاحب نے ۱۶ مئی ۱۹۲۲ء کے مکتوب کے ذیل میں "خضر راہ کا ذکر کیا ہے، مرتب نے مولانا غلام رسول مہر کا مضمون بھی بطور تعلیقہ شامل کرایا ہے (ص ۲۰۷ تا ۲۱۵) جو نو صفحے کا ہے۔ یہ اعتراض اس لئے درست معلوم ہوتا ہے کہ تعلیقات میں توازن کے ساتھ اختصار بر قرار رکھنا چاہیے تھا۔ اصل چیز تو خطوط ہیں۔ حواشی و تعلیقات تو ضمنی چیز ہے۔ اس لئے اسے اصل سے طویل نہ ہونا چاہیے۔

اقبال اکادمی پاکستان کراچی سے لاہور منتقل ہوئی۔ چنانچہ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بارہ سال بعد جون ۱۹۸۱ء میں اقبال اکادی پاکستان لاہور نے شائع کیا۔ قریشی صاحب طبع دوم کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

"میں نے حضرت علامہ کے یہ ننانوے خطوط جس اسلوب سے مرتب کئے تھے، اس کو سب نے پسند کیا۔(29)

یہاں قریشی صاحب کو سہو ہوا ہے۔ پہلا ایڈیشن صرف ۹۰ خطوط پر مشتمل ہے۔ طبع دوم میں جن خطوط کا اضافہ کیا گیا ہے ان میں ۹۰ خطوط کے علاوہ گرامی کے نام اقبال کا ایک خط اور بیگم گرامی کے نام اقبال کے آٹھ خطوط شامل کئے گئے ہیں۔

طبع دوم میں جن خطوط کا اضافہ کیا گیا ہے ان میں سے صرف ایک خط گرامی کے نام ہے باقی آٹھ خط بیگم گرامی کے نام ہیں لیکن فہرست (ص "می") بعنوان (طبع دوم) کے تحت اس کی وضاحت نہیں کی گئی۔ ان خطوط کے متعلق قریشی صاحب لکھتے ہیں:

> "اقبال کے چند اور خطوط جو حمید اللہ شاہ ہاشمی لیکچرر گورنمنٹ کالج فیصل آباد کی عنایت سے حاصل ہوئے۔(30)
>
> " یہاں قریشی صاحب نے پوری طرح وضاحت نہیں کی۔ در حقیقت یہ خطوط حمید اللہ شاہ ہاشمی کو دستیاب ہوئے اور انہوں نے مع عکوس ص ۶۷ تا ۷۹ کتابی صورت میں شائع کرایا۔ خطوط صفحہ ۴۷، ۵۲ تا ۶۲ اور عکوس صفحات ۶۷ تا 79 پر درج کئے گئے ہیں۔"(31)

حمید اللہ شاہ ہاشمی کی کتاب "خطوط اقبال بنام گرامی" میں اقبال ال کے خطوط کے جو عکس دیئے گئے ہیں۔ دونوں کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ متون خطوط نقل کرنے میں اغلاط سرزد ہوئی ہیں۔ قریشی صاحب نے ان میں سے اکثر اغلاط کو دہرایا ہے لیکن بعض کی درستی بھی کر دی ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے بھی اپنی کتاب تصانیف اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ کے صفحہ نمبر ۲۵۷ اور ۲۵۸ پر ان اغلاط کی نشاندہی کی ہے۔ قریشی صاحب سے متون خطوط نقل کرنے میں جو اغلاط سرزد ہوئی ہیں. وہ حسب ذیل ہیں:

صفحہ، سطر، مکاتیب اقبال بنام گرامی، عکس خطوط

۲۵۰، ۷، ۹ جنوری ۱۹۱۸ء، ۹ جنوری ۱۸

۲۵۰، ۱۱، تعمیل سمن نہیں ہوئی، تعمیل سمن کی نہیں ہوئی

۲۵۰، ۱۴، ۸ دسمبر ۱۹۱۷ء، ۸ دسمبر ۱۷

۲۵۱، (۱۱، ۱۲)، اس کام کے، اس کے

۲۵۱، ۱۴، پہلے ان پہلے صرف ان

۲۵۱، ۲۰، ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷، ۱۳ ستمبر ۲۷

۲۵۲، ۴، نہ کہ کتاب نہ کتاب

۲۵۲، ۸، ۲۰ اپریل ۱۹۳۰، ۲۰ اپریل ۳۰

۲۵۳، ۱۵، کوئی ایسی بات کوئی بات ایسی

۲۵۳، ۱۷، بھیجو گی، بھیجوں گی

۲۵۳، ۱۹، لاہور نہیں لکھا، لاہور

۲۵۳، ۲۰، تاریخ ۱۱ جون ۳۰ نہیں لکھی، ۱۱ جون ۳۰

۲۵۴، ۱۵، یکم جولائی ۱۹۳۰ء، یکم جولائی ۳۰

۲۵۴، ۱۸، قابل اعتبار، قابل اعتماد

۲۵۵، ۱۶، آپ سارا کلام آپ کل کلام

۲۵۶، ۱۹-۲۰، باہر سے آنے والے، باہر رہنے والے

۲۵۶، ۲۳، نہ ہو سکتی،

۲۵۶، ۲۴، نوبت نہیں، نوبت ہی نہیں

زیر نظر کتاب یعنی مکاتیب اقبال بنام گرامی کے دوسرے ایڈیشن میں بیگم گرامی کے نام اقبال کے خطوط پر تعلیقات نہیں لکھیں۔ اس بات کی قریشی صاحب نے وضاحت نہیں کی کہ انہوں نے حسب روایت ان خطوط پر تعلیقات کا اہتمام کیوں نہیں کیا؟ شاید وہ عجلت میں تھے۔ بہر حال ان پر بھی حواشی دینا مناسب ہوتا۔ اس طرح یہ ایڈیشن جو جون ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا وہ اپریل ۱۹۶۹ء میں چھپنے والے ایڈیشن کی عکسی اشاعت ہے۔ صرف آخر میں اضافہ طبع دوم" کے تحت مرتب نے صفحات ۲۵۰ تا ۲۵۷ پر اقبال اور بیگم گرامی کے ۹ خطوط شامل کئے ہیں۔

محمد عبد اللہ قریشی نے مکاتیب اقبال بنام گرامی میں تحقیقی لگن کا مظاہرہ کیا ہے۔ وہ ایک محقق ہیں جنہوں نے اقبالیات میں خاطر خواہ اضافے کیے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے کتنی عرق ریزی سے یہ مواد ترتیب دیا ہو گا۔ انہوں نے جو بھی کام کیا وہ محققین کے لیے مثال بن گیا۔ خاص طور پر خطوط کے بعد تعلیقات و حواشی کے طریقہ کار کو انہوں نے رائج کیا۔ ان کے مرتبہ خطوط کو جو پزیرائی حاصل ہوئی یہ ان کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے۔ خطوط کو اکٹھا کرنا اور پھر ان پر تعلیقات و حواشی تحریر کرنا ایک بہت بڑی تحقیقی خدمت ہے۔ ان خطوط کی روشنی میں اقبال کے فکر و فن کو سمجھنے میں خاص طور پر مدد ملتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی وحوالہ جات

1- محمد عبد اللہ قریشی (مرتب) مکاتیب اقبال بنام گرامی، اقبال اکادمی کراچی، طبع اول ۱۹۶۹ء، ص "ل"
2- ایضا"
3- محمد عبد اللہ قریشی، (مرتب) مکاتیب اقبال بنام گرامی، ص ۲۷
4- ڈاکٹر رحیم بخش شاہین- محمد عبد اللہ قریشی کی اقبال شناسی، (غیر مطبوعہ مضمون) ص ۸
5- محمد عبد اللہ قریشی، (مرتب) مکاتیب اقبال بنام گرامی، ص ۱
6- ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، تصانیف اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ، اقبال اکادمی لاہور، نومبر ۱۹۸۲ء، ص ۲۵۱
7- محمد عبد اللہ قریشی، (مرتب) مکاتیب اقبال بنام گرامی، ص ۹۱
8- محمد عبد اللہ قریشی (مرتب) مکاتیب اقبال بنام گرامی، ص ۶۷
9- ایضا"
10- ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، تصانیف اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ، ص ۲۵۱
11- محمد عبد اللہ قریشی، (مرتب) مکاتیب اقبال بنام گرامی، تمہید و تعارف غلام رسول مہر)، ص ۳
12- محمد عبد اللہ قریشی، (مرتب) مکاتیب اقبال بنام گرامی، ص ۱۹۴
13- ایضا" ص 120
14- ایضا" ص ۱۲۷

15- ایضا"، ص ۱۵۱
16- ایضا"، ص ۱۵۴
17- ایضا"، ص ۹۶
18- ایضا"، ص ۱۵۱
19- ایضا"، ص ۹۷
20- ایضا"، ص ۱۰۵
21- ایضا"، ص ۱۴۷
22- علی حیدر ملک تبصرہ نئ کتابیں،، افکار کراچی، اپریل ۱۹۷۴ ص 71
23- ایضا"، ص ۹
24- ایضا"، ص ۱۴۵
25- ایضا"، ص ۱۴۶
26- ڈاکٹر رحیم بخش شاہین، محمد عبد اللہ قریشی کی اقبال شناسی، غیر مطبوعہ مضمون، ص ۸
27- مشفق خواجہ، انٹرویو، ناظم آباد کراچی 28 اپریل ۱۹۹۷ء
28- ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، تصانیف اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ، ص ۲۵۲
29- محمد عبد اللہ قریشی، (مرتب) مکاتیب اقبال بنام گرامی طبع دوم اقبال اکادی لاہور جون ۱۹۸۱، ص ۲۵۰،
30- ایضا" ص 250
31- تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، خطوط اقبال بنام گرامی مرتبہ حمید اللہ شاہ ہاشمی،، فیصل آباد، طبع اول، جنوری ۱۹۷۸ ص ۷۴ تا ۷۹

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havashi-o-Havalajat

1-Muhammad Abdullah Qureshi(Muratab) “Maqateeb- e- Iqbal Banam Garami” , Iqbal Aqadami Karachi , Tabaa Awal 1969, P “L”
2- Eizan
3- Muhammad Abdullah Qureshi (Muratab) “Maqateeb- e- Iqbal Banam Garami”
P 72
4-Dr. Raheem Bakhsh Shaheen- Muhammad Abudallah Qureshi ki Iqbal Shanasi (Gair Matbooa Mazmoon), P 8
5- Muhammad Abdullah Qureshi (Muratab) “Maqateeb- e- Iqbal Banam Garami”, P 1
6- Dr. Rafi-ul-Din Hashmi, Tasaneef-E-Iqbal ka Tehqiqi-Wa-Tozeehee Mutala, Iqbal Aqadami Lahore, November 1982, P 251
7- Muhammad Abdullah Qureshi(Muratab) “Maqateeb- e- Iqbal Banam Garami” , P 91
8- Muhammad Abdullah Qureshi (Muratab) “Maqateeb- e- Iqbal banam Garami”
P 67
9- Eizan
10- Dr. Rafi-ul-Din Hashmi, Tasaneef-E-Iqbal ka tehqiqi-wa-Tozeehee Mutala, P 251
11- Muhammad Abdullah Qureshi (Muratab) “Maqateeb- e- Iqbal Banam Garami” (Tamheed-o-Tarauf Ghulam Rasool Mehr), P 3
12- Muhammad Abdullah Qureshi (Muratab) “Maqateeb- e- Iqbal Banam Garami”, P 194
13-Eizan, P 120
14- Eizan, P 127
15-Eizan, P 151
16- Eizan, P 154

17-Eizan, P 96
18- Eizan, P 151
19- Eizan, P 97
20- Eizan, P 105
21-Eizan, P 147
22-Ali Haider Malik Tabasara Nayi Kitabeen, Afkar Karachi April 1974, P 71
23- Eizan, P 9
24- Eizan, P 145
25- Eizan, P 146
26-Dr. Raheem Bakhsh Shaheen- Muhammad Abudallah Qureshi ki Iqbal Shanasi (Gair Matbooa Mazmoon), P 8
27- Mushfiq Khawaja Interview Nazma Abad Karachi, 28 April 1997
28- Dr. Rafi-ul-Din Hashmi, Tasaneef-E-Iqbal ka tehqiqi-wa-Tozeehee Mutala, P 252
29- Muhammad Abdullah Qureshi (Muratab) “Maqateeb- e- Iqbal banam Garami” Tabaa doom Iqbal Aqadami Lahore June 1981, P 250
30-Eizan, P 250
31-Tafseel ke liye Mulahaza ho, Khatoot-e-Iqbal banam Garami, Murataba
Hameed-Ullah Shah Hashmi Faisal-Abad Tabaa Awal Junauary 1978, P 47-79